ایس مراد نقوی، سنبھلی

بیٹی

بیٹی بھی کردگار کا اک شاہکار ہے   رحمت نہیں ہے رحمت پروردگار ہے
کچھ لوگ آج کہتے ہیں بیٹی کو بار ہے   بیٹی تو خاندان کی فصلِ بہار ہے
بیٹی نہیں تو گھر میں اُداسی برستی ہے
بیٹی بھی گھر میں مثلِ گل مہکتی ہے

بیٹے کی طرح بیٹی بھی دل کا قرار ہے   گھر کا چراغ وہ تو یہ گھر کی بہار ہے
بیٹی بھی اک عطیہ پروردگار ہے   بیٹی کہیں بہن ہے کہیں ماں کا پیار ہے
بیٹی محبتوں کا خزانہ ہے دوستو
پھر کیوں یہ نفرتوں کا نشانہ ہے دوستو

کچھ لوگ بیٹیوں کو بھلا جانتے نہیں   کیا مرتبہ ہے انکا وہ گردانتے نہیں
بیٹی کا ہونا نیک شگن مانتے نہیں   گویا وہ اپنے آپ کو پہچانتے نہیں
بیٹی نہ ہو تو نسل کا کب سلسلہ چلے
جیسے بغیر تیل کے دیپک نہیں جلے

پیچھے نہیں ہیں بیٹیاں راہِ حیات میں   بیٹوں کے ساتھ ساتھ ہیں ہر ایک بات میں
وہ بھی کسی سے کم نہیں اعلیٰ صفات میں   ہیں ایک سنگ میل وہ اپنی ہی ذات میں
بیٹی کسی بھی حال میں بیٹے سے کم نہیں
اہلِ خرد کو بیٹی کے ہونے کا غم نہیں

بیٹی نے کارنامے یہ اکثر دکھائے ہیں   حسنِ عمل سے دور اندھیرے بھگائے ہیں
کوشش سے اپنی بگڑے مقدر بنائے ہیں   کب مشکلوں میں اس کے قدم ڈگمگائے ہیں

اتنی اٹھی زمام حکومت سنبھال لی
کشتی وطن کی جس نے بھنور سے نکال لی

گھر میں بہ حسن وخوبی فرائض نبھاتی ہے　　چھوٹے بڑے ہر ایک کے وہ کام آتی ہے
پہلے کھلا کے دوسروں کو کھانا کھاتی ہے　　اپنے عمل سے گھر کو وہ جنت بناتی ہے

بیٹوں سے بھی وہ آگے ہے میرے خیال میں
بے مثل ہے مریضوں کی وہ دیکھ بھال میں

بیکار ہے مکاں درودیوار کے بغیر　　شمشیر کیا کرے گی بھلا دھار کے بغیر
کشتی نہ چل سکی کبھی پتوار کے بغیر　　رونق نہیں ہے بیٹی کے کردار کے بغیر

بے جا ہے یہ خیال کہ بیٹی فضول ہے
بیٹی محبتوں کے گلستاں کا پھول ہے

جس گھر میں آج ایک بھی بیٹی جوان ہے　　گھر والے سوچتے ہیں مصیبت میں جان ہے
بے سود یہ خیال ہے بے جا گمان ہے　　بیٹی کے دم قدم سے تو گھر بھر کی شان ہے

بیٹی بری نہیں ہے برا یہ سماج ہے
خالق کے ہاتھ بیٹیوں والے کی لاج ہے

بیٹا اگر چراغ تو بیٹی ہے روشنی　　بیٹا اگر حیات تو بیٹی ہے زندگی
بیٹا اگر سرور تو بیٹی بھی ہے خوشی　　بیٹا اگر ہے پھول تو بیٹی بھی ہے کلی

دونوں کے دم سے گھر کا چمن لالہ زار ہے
ہوں ایک رنگ پھول تو سونی بہار ہے

بیٹی ہر ایک حال میں خدمت گذار ہے　　اس کو تو گھر میں چھوٹے بڑے سب سے پیار ہے
شرم وحیا کے ساتھ اطاعت شعار ہے　　بیٹی تو اہل خانہ کا عزو وقار ہے

بیٹی سے گھر کا حسن دوبالا ہے دوستو

بیٹا اگر ہے چاند وہ ہالہ ہے دوستو

کتنی عزیز ہے دل مادر سے پوچھئے جس گھر میں پل رہی ہے اسی گھر سے پوچھئے
الفت کا اس کی حال برادر سے پوچھئے بیٹی کے مرتبہ کو پیمبر سے پوچھئے

کیا منزلت تھی بیٹی کی دل میں رسول کے
آواز دے کے جاتے تھے گھر میں بتول کے

نقوی عجیب ہوگیا اس دور کا مزاج بیٹی کو ایک بوجھ سمجھنے لگا سماج
بیٹی سے کل جو اُنس تھا ملتا نہیں وہ آج بیٹی کے واسطے نہیں اس میں نئے رواج

لعنت جہیز کی جو زمانے پہ چھائی ہے
بیٹی اسی جہیز کے چکر میں آئی ہے